18
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
یکم مئی ۱۹۵۹ء
مرکز مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور
ہدیہ چار آنے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مساجد خدا کے نزدیک بہتر مقامات ہیں

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب البلاد الی اللہ مساجدھا وابغض البلاد الی اللہ اسواقھا۔ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کے نزدیک تمام آبادیوں میں محبوب ترین مقامات مساجد ہیں۔ اور بدترین مقامات بازار ہیں۔

مسجد بنانے کی فضیلت

عن عثمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بنی للہ مسجدا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ (متفق علیہ) ترجمہ۔ عثمانؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص خدا کے لئے مسجد کو بنائے۔ خداوند تعالےٰ بناتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک گھر۔

صبح و شام مسجد میں جانیکا ثواب

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غدا الی المسجد اوراح اعد اللہ لہ نزلہ من الجنۃ کلما غدا اوراح (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص دن کے اول حصہ میں یا آخری حصہ میں مسجد کی طرف جائے اللہ تعالےٰ جنت میں اس کی مہمانی کا سامان کرتا ہے۔ خواہ وہ صبح کو جائے خواہ شام کو

دور سے مسجد میں آنے کا ثواب

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعظم الناس اجرا فی الصلوٰۃ ابعدھم فابعدھم ممشی والذی ینتظر الصلوٰۃ حتی یصلیھا مع الامام اعظم اجرا من الذی یصلی ثم ینام (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابو موسیٰؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے زیادہ نماز کا ثواب، اس کو ملتا ہے۔ جس کا گھر سب سے دور ہو باعتبار مسافت کے اور جو شخص کہ انتظار کرے نماز کا اور امام کے ساتھ نماز پڑھ کر جائے۔ اس کا ثواب اس شخص سے زیادہ ہے (جو تنہا) نماز پڑھ کر سو رہے۔

عن جابر قال خلت البقاع حول المسجد فاراد بنو سلمۃ ان ینتقلوا قرب المسجد فبلغ ذالک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لھم بلغنی انکم تریدون ان تنتقلوا قرب المسجد فقالوا نعم یا رسول اللہ قد اردنا ذالک فقال یا بنی سلمۃ دیارکم تکتب اثارکم دیارکم تکتب اثارکم (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ مسجد کے قریب کچھ مکانات خالی ہوئے تو قبیلہ بنو سلمہ کے لوگوں نے ان میں اُٹھ آنے کا ارادہ کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو آپ نے لوگوں سے پوچھا۔ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم مسجد کے قریب اُٹھ آنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہؐ ہم نے یہی ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے بنو سلمہ تم اپنے گھروں ہی میں رہو (مسجد کی طرف آنے میں) تمہارے نقش قدم حساب میں لکھے جائیں گے۔

سات آدمی خدا کے سایہ میں ہونگے

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ امام عادل و شاب نشأ فی عبادۃ اللہ و رجل قلبہ معلق بالمسجد اذا خرج منہ حتی یعود الیہ و رجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علیہ و تفرقا علیہ و رجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ و رجل و عنہ امراۃ ذات حسب و جمال فقال انی اخاف اللہ و رجل تصدق بصدقۃ فاخفاھا حتی لا تعلم شمالہ ما تنفق یمینہ (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات شخص ہیں جن کو خداوند تعالیٰ اس روز اپنے سایہ میں رکھے گا۔ جس روز کہ خدا کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ایک امام عادل۔ دوسرا وہ جوان جو اپنی جوانی کو خدا کی عبادت میں صرف کر دے۔ تیسرا وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہے۔ جب وہ مسجد سے باہر نکلتا ہے تو جب تک مسجد میں واپس نہ آ جائے بے چین رہتا ہے۔ چوتھے وہ دو شخص جو خالص خدا کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ یکجا ہوتے ہیں تو خدا کی محبت میں۔ اور جدا ہوتے ہیں تو خدا کی محبت میں یعنی حاضر و غائب خالص محبت رکھتے ہیں۔ پانچواں وہ شخص جو یاد کرتا ہے خدا کو تنہا اور اس کی آنکھیں ذکر الٰہی سے جاری رہتی ہیں۔ چھٹا وہ شخص جس کو ایک شریف النسب اور حسین عورت نے بُرے ارادہ سے طلب کیا ہو اور اس نے اس کی خواہش کے جواب میں یہ کہہ دیا ہو کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ ساتواں وہ شخص جس نے اس طرح مخفی طور پر خیرات کی ہو کہ اس کے بائیں ہاتھ کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔

مسجد میں داخل ہونے کی دُعا

عن ابی اسید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل احدکم المسجد فلیقل اللھم افتح لی ابواب رحمتک و اذا خرج فلیقل اللھم انی اسئلک من فضلک (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابی اسیدؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے داخل ہو کوئی مسجد میں۔ پس چاہیئے اسکو کہ یہ دعا کرے اللھم افتح لی ابواب رحمتک یعنی اے اللہ اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے۔ اور جب مسجد سے باہر نکلے تو یہ کہے اللھم انی اسئلک من فضلک یعنی اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل چاہتا ہوں۔

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد | ۲۲ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ مطابق یکم مئی ۱۹۵۹ء | نمبر شمارہ ۵۱

بیمار مسلمان اور شراب

شراب اُم الخبائث ہے اور کتاب و سنت کی رو سے قطعاً حرام ہے۔ مسلمان کے لئے خواہ وہ بیمار ہو یا تندرست ہو۔ اس کو چھونا بھی ممنوع ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شراب کو شیطان کے گندے کاموں میں شمار فرما کر اس سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے بچنے کے بعد جو نتیجہ مرتب ہوگا اس کو فلاح کے نام سے تعبیر فرمایا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ارشادات میں شراب کو حرام قرار دیا ہے۔ ایک ارشاد میں ہے۔ کہ ہر وہ چیز جو نشہ پیدا کرے حرام ہے۔ ایک اور ارشاد میں فرمایا کہ جو شخص (ایک مرتبہ) شراب پیئے (اور توبہ نہ کرے)۔ اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرماتا۔ اسی طرح آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ چوتھی مرتبہ پینے والے کے متعلق فرمایا کہ اس کی توبہ بھی قبول نہیں کی جاتی ایک اور فرمان نبویؐ میں ہے۔ کہ جو چیز زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے نشہ لائے۔ اس کا تھوڑی مقدار میں استعمال کرنا بھی حرام ہے۔

ایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ تین آدمی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے۔ جس نے ہمیشہ شراب خوری کی۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشادات بالکل واضح ہیں۔ کسی مسلمان کو ان کے متعلق شک کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ لیکن مسلمانوں کی بے راہ روی کی انتہا ہے کہ مغربی پاکستان کی حکومت نے اپنے ایک تازہ ترین اعلان میں دانستہ یا نادانستہ طور پر اضلاع بنوں ڈیرہ اسماعیل خاں مردان ہزارہ۔ پشاور اور کوہاٹ کے تمام رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنروں کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ طبی وجوہ کی بنا پر مسلمانوں کو شراب کے استعمال کے سرٹیفکیٹ جاری کر سکتے ہیں۔ اور محکمہ آبکاری ان سرٹیفکیٹوں کی بنا پر سال بہ سال شراب کے پرمٹ جاری کرے گا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

سابق صوبہ پنجاب اور کراچی میں پہلے ہی شراب کے استعمال کا عام رواج تھا۔ اب یہ لعنت صوبہ سرحد میں بھی پھیلائی جا رہی ہے۔ چند سال پیشتر جب مسلمانوں نے شراب کی ممانعت کا مطالبہ کیا تھا تو اس وقت حکومت کی طرف سے مسلمانوں کو یقین دلایا گیا تھا کہ پاکستان میں شراب آہستہ آہستہ ممنوع قرار دے دی جائے گی۔ مگر ممانعت کی بجائے اس کو عام کرنے کے انتظامات ہو رہے ہیں۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اسلام میں شراب حرام ہے اور حرام چیز کی خرید و فروخت بھی حرام ہے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب پر لعنت فرمائی ہے۔ اس کے پینے والے پر۔ اس کے پلانے والے پر اس کے بیچنے والے پر۔ اس کے خریدنے والے پر اس کے نچوڑنے والے پر۔ اس کے اٹھانے والے پر۔ اور اس شخص پر جس کے لئے اٹھا کر لے جائی گئی ہو۔ سب پر لعنت فرمائی ہے۔

لعنت کے معنی رحمت سے دوری ہے۔ ملعون کے سر سینگ نہیں ہوتے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیا گیا۔ وہ بدبخت ملعون ہے ایسی خبیث ترین چیز میں شفا تلاش کرنا نادانی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق بھی مسلمانوں کو آگاہ کر دیا ہے۔ وائل حضرمیؓ سے روایت ہے۔ کہ طارق بن سوید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کی بابت پوچھا آپؐ نے اس کے پینے سے منع فرمایا طارقؓ نے عرض کیا۔ ہم اس کو دوا کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ دوا نہیں بیماری ہے

ایسی خبیث چیز کے استعمال کی طبی رو سے اجازت دینا مداخلت فی الدین ہے۔ حکومت ڈاکٹر اور شراب استعمال کرنے والے مریض ایک سخت کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں۔ حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ اس اعلان کو فوراً واپس لے اور ساتھ ہی پاکستان کے دونوں حصوں میں شراب کی درآمد برآمد کشید کی خرید و فروخت اور استعمال کو قانوناً ممنوع قرار دے۔ اگر حکومت مالی نقصان کا بہانہ کر کے امتناع شراب کے احکام جاری نہ کرے تو مسلمان ڈاکٹروں اور عوام کو خود اس ناپاک چیز کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

پاکستان میں اگر اسلام کی مخالفت اسی طرح ہوتی رہی تو وہ دن دور نہیں جب یہ ملک اس شعر کا مصداق بن جائے گا ؎

گئے وہ دن اب کہ چھپ کے پیتے تھے پینے والے
جہاں سارا بنے گا مے خانہ ہر کوئی بادہ خوار ہوگا

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو اس منحوس دن سے محفوظ رکھے۔ اور یہاں کے عوام اور حکام سب کو اسے صحیح معنوں میں پاکستان بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

ضروری اعلان

دفتر کو فی الحال مندرجہ ذیل تاریخوں کے پرچوں کی فوری ضرورت ہے۔ جن حضرات کے پاس یہ پرچے ہوں اور وہ دینا چاہیں۔ وہ دفتر سے فوراً خط و کتابت یا بالمشافہ گفتگو کریں۔

۱۔ ۱۹ اگست ۱۹۵۵ء   ۲۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۵ء
۳۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۶ء   ۴۔ ۷ دسمبر ۱۹۵۶ء
۵۔ ۱۸ جنوری ۱۹۵۷ء   ۶۔ ۲۵ جنوری ۱۹۵۷ء
۷۔ ۱۵ مارچ ۱۹۵۷ء   ۸۔ ۱۲ اپریل ۱۹۵۷ء

علامہ اقبالؒ

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

اک دن رسولؐ پاکؐ نے اصحاب سے کہا
دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مالدار

ارشاد سُن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اُٹھے
اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار

دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار

لائے غرض کہ مال رسولؐ امیں کے پاس
ایثار کی ہے دستِ نگر ابتدائے کار

پوچھا حضورؐ سرورِ عالم نے اے عمرؓ
اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار

رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار

کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار

اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آ گیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار

لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار

مِلکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپِ قمر سم و شتر و قاطر و حمار

بولے حضورؐ چاہیئے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار

اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

✕

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۵ شوال ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۴ اپریل ۱۹۵۹ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْد

(۱) اے انسان تیرا وجود دو چیزوں سے مرکب ہے

(۲) اُن دونوں چیزوں کے طبعی تقاضوں کو پورا کرنا تیرا فرض عین ہے

(۳) اسی نمبر ۲ کے پورا کرنے میں تیری کامیابی ہے۔ ورنہ تو ناکام ہے۔

نمبر (۱) کی تشریح

اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو انسان سے جو نیچے طبقہ مخلوقات کا ہے۔ جسے حیوان کہا جاتا ہے۔ اس کی تمام صفتیں اس میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً بعض حیوانات دانہ چگنے والے ہیں۔ بعض پھل کھانے والے ہیں۔ بعض سبزی کھانے والے ہیں بعض گوشت کھانے والے ہیں۔ انسان کو دیکھیے یہ سب کا مجموعہ ہے۔ یہ اناج بھی کھاتا ہے۔ پھل بھی کھاتا ہے۔ سبزی بھی کھاتا ہے۔ گوشت بھی کھاتا ہے۔ علاوہ اس کے حیوانات میں اللہ تعالٰے نے نر اور مادہ دو قسمیں پیدا کی ہیں۔ انسان میں بھی نر اور مادہ ہے۔ اس لحاظ سے بھی انسان ایک طرح کا حیوان ہی ہے۔ حیوانات میں نر اور مادہ کے ملاپ سے آگے نسل پیدا ہوتی ہے۔ بعینہٖ یہی چیز انسان میں پائی جاتی ہے۔ جس طرح حیوان زندگی ختم کرنے کے بعد مر جاتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی اپنی زندگی ختم کرنے کے بعد مر جاتا ہے۔ جس طرح حیوان کبھی تندرست ہوتا ہے اور کبھی بیمار ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی کبھی تندرست ہوتا ہے۔ اور کبھی بیمار ہو جاتا ہے۔ آپ اس ساری بیان کردہ تفصیل سے اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ انسان واقعی ایک نقطہ نگاہ سے بالکل حیوان ہے۔

انسان میں فرشتوں کی صفتیں بھی پائی جاتی ہیں

اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان میں ملائکہ عظام کی صفتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً ملائکہ عظام اللہ تعالٰی کے امر اور نہی کے مخاطب ہوتے ہیں اس کی شہادتیں

پہلی

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ (سورۃ الحجر رکوع ۳ - پ ۱۴)

ترجمہ۔ اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں۔ پھر جب میں اسے ٹھیک بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں۔ تو تم اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔ پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔

دوسری

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰھِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ۝ فَلَمَّا رَآٰ اَیْدِیَھُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْہِ نَکِرَھُمْ وَاَوْجَسَ مِنْھُمْ خِیْفَۃً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ ۝ (سورۃ ہود رکوع ۷ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لے کر آئے۔ انہوں نے کہا۔ سلام۔ اس نے کہا سلام۔ پس دیر نہ کی۔ کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔ پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس تک نہیں پہنچتے تو انہیں اجنبی سمجھا اور ان سے ڈرا۔ انہوں نے کہا خوف نہ کرو ہم تو لوطؑ کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

تیسری

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَھْلِھَا مَکَانًا شَرْقِیًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِھِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا ۝ قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ ۖ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا ۝ قَالَ کَذٰلِکِ ۚ قَالَ رَبُّکِ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَہٗٓ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَۃً مِّنَّا ۚ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ۝ (سورۃ مریم ع ۲ پ ۱۶)

ترجمہ۔ اور اس کتاب میں بھی مریمؑ کا ذکر کر۔ جبکہ وہ اپنے لوگوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی مقام جا بیٹھی۔ پھر لوگوں کے سامنے سے پردہ ڈال لیا۔ پھر

ہم نے اس کے پاس اپنے فرشتے کو بھیجا۔ پھر وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا کہا بیشک میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ اگر تو پرہیزگار ہے۔ کہا۔ میں تو بس تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں۔ تاکہ تجھے پاکیزہ لڑکا دوں۔ کہا میرے لیئے لڑکا کہاں سے ہوگا۔ حالانکہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اور نہ میں بدکار ہوں۔ کہا ایسا ہی ہوگا۔ تیرے رب نے کہا ہے۔ وہ مجھ پر آسان ہے۔ اور تاکہ ہم اسے لوگوں کے لیے نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں۔ اور یہ بات طے ہو چکی ہے۔

حاصل

گذشتہ تینوں شہادتوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعمیل احکام کیلئے مامور کیا جاتا ہے۔ لہٰذا چونکہ انسان کا ایک جز بھی فرشتوں کی نوعیت کا ہے۔ اس لیئے اسے بھی امر و نہی سے مخاطب کیا جا سکتا ہے۔ اور جس طرح ملائکہ عظام کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے احکام دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح انسان کو بھی عبدیت (بندگی) کی ذمہ داری کا حق ادا کرنے کے لئے احکام دیئے جانے چاہئیں۔

فرشتوں کی بندگی کا حق ادا کرنے کے ثبوت

پہلا

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ (سورۃ الانبیا ع ۲ - پ ۱۷)

ترجمہ اور اسی اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور جو اس کے ہاں ہے۔ اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے۔ اور نہ تھکتے ہیں۔ رات اور دن اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ سستی نہیں کرتے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی فرشتے باوجود مقربین بارگاہ ہونے کے ذرا شیخی نہیں کرتے۔ اپنے پروردگار کی بندگی اور غلامی کو فخر سمجھتے ہیں۔ وظائف عبودیت کے ادا کرتے ہیں۔ کبھی سستی یا کاہلی کو راہ نہیں دیتے۔ شب و روز اُس کی تسبیح اور یاد میں لگے رہتے ہیں۔ نہ تھکتے ہیں۔ نہ اکتاتے ہیں۔ بلکہ تسبیح و ذکر ہی ان کی غذا ہے۔ جس طرح ہم ہر وقت سانس لیتے ہیں اور دوسرے کام بھی کرتے رہتے ہیں۔ یہی کیفیت ان کی تسبیح و ذکر کی سمجھو۔ وہ کسی کام پر مامور ہوں۔ کسی خدمت کو بجا لا رہے ہوں ایک منٹ ادھر (یعنی یاد الٰہی) سے غافل نہیں ہوتے جب معصوم و مقرّب فرشتوں کا یہ حال ہے تو خطار انسان کو کہیں زیادہ اپنے رب کی طرف جھکنے کی ضرورت ہے۔

عبرت

اے انسان۔ تیرے وجود کے اندر جو ملکیت کی ایک جز ہے۔ اس کا طبعی تقاضا یہ ہے جو پڑھ چکے ہو اور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے حاشیہ کے آخری دو فقروں میں تمہیں اسی چیز کی طرف توجہ دلا گئے ہیں۔ اے غافل انسان اللہ تعالیٰ نے جو عبادات تم پر فرض کی ہیں وہ تیرے بدن کی اسی جز کے تقاضا پورا کرنے کے لئے کی ہیں اگر تو نے اپنے بدن کے فطرتی اور طبعی تقاضا کو پورا کیا۔ تو تم کامیاب اور انصاف پسند انسان سمجھے جاؤ گے۔ اور ایسے ہی کامیاب انسانوں کو اللہ تعالےٰ بہشت کے قیام کی نعمت عطا فرمائیں گے۔ (اللھم اجعلنا منھم) اور اے انسان اگر تم نے باوجود اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے اپنے فطرتی جذبے کو پورا نہ کیا۔ تو تم ناکامیاب انسان ہو گے۔ اور ناکامیاب ہونے والے انسانوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ (اللھم لا تجعلنا منھم)

دوسرا

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ الزمر ع ۸ پ ۲۴)

ترجمہ۔ اور آپ فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے عرش کے گرد دیکھیں گے۔ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا۔ اور سب کہیں گے۔ تعریف اللہ ہی کے لیئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی حق تعالیٰ جب حساب کتاب کے لئے نزول اجلال فرمائیں گے۔ اس وقت فرشتے عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہوں گے۔ اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک انصاف کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ جس پر ہر طرف سے جوش و خروش کے ساتھ الحمد للہ رب العلمین کا نعرہ بلند ہوگا۔ یعنی ساری خوبیاں اُس خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے (جس نے سارے جہان کا ایسا عمدہ فیصلہ کیا) اسی نعرۂ تحسین پر دربار برخاست ہو جائے گا۔

عبرت

اے انسان تو مذکور الصدر آیت سے عبرت حاصل کر کہ تیرے وجود میں جو ملکیت کار فرما ہے۔ اس کا طبعی تقاضا کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تحمید میں ہر وقت شاغل رہو۔ لہذا اگر تو نے اپنے متعلق اللہ تعالےٰ کے تجویز کردہ تسبیح و تحمید کے پروگرام کو عملی جامہ نہ پہنایا تو تیرے وجود کے اندر سے ملکیت کا جزو تمہیں ظالم قرار دے گا کہ

اے ظالم انسان تو نے اپنے وجود کی دوسری جز حیوانیت کا حق تو ادا کیا۔ اسے کھلایا۔ پلایا اور طرح طرح کے عیش و عشرت کرائے مگر تو نے مجھ پر ظلم کیا اور میرے فطرتی طبعی تقاضا نے تسبیح و تحمید کو پورا نہ کیا۔ وما علینا الا البلاغ

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر حضور انور کو تسبیح کا حکم

پہلا مقام

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۙ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (سورۃ الحجر ع ۶۔ پ ۱۴)

ترجمہ۔ سو تو اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کیا کر اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ یہاں تک کہ تمہیں موت آئے۔

حاصل

یہ ہے کہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی وہی ارشاد ہوا ہے جو ملائکہ عظام کا شیوہ اور طبعی تقاضا تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید بجا لانا۔ اے مسلمان تمہیں قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید دو پہلوؤں سے تیرے ذمہ لازم ہو گئی ہے۔

ایک تو تیری ملکیت کا طبعی تقاضا بھی یہی تھا۔ اس کے علاوہ رسول اللہ علیہ وسلم کے متبع ہونے کے لحاظ سے بھی تسبیح و تحمید کرنا تمہارے ذمہ لازمی ہو گیا ہے۔ لہٰذا تیری کامیاب زندگی کا مدار اسی پر ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کو اپنی دنیاوی زندگی میں نصب العین بنانے اور نصب العین بنانے کے بعد تو اس طریقہ سے تسبیح و تحمید کر جس طرح شریعت اسلامی نے تیری راہ نمائی فرمائی ہے۔ مثلاً جب نماز میں کھڑا ہو۔ تو تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کے بعد کہہ سبحانک اللھم و بحمدک الخ جب رکوع میں جائے تو کہہ سبحان ربی العظیم اور جب سجدہ میں جائے تو کہہ سبحان ربی الاعلیٰ اور جب نماز سے فارغ ہو جائے تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھ۔ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ۔ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ۔ اس کے بعد ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر پڑھ

اس کی تائید میں حدیث شریف

ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَكَبَّرَ اللّٰهُ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہا۔ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہا اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہا یہ نوانوے ہو گئے اور ایک مرتبہ سو کی گنتی پوری کرنے کے لئے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر کہا۔ اس کے تمام گناہ بخشے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔

دوسرا مقام

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى (سورہ طٰہٰ رکوع ۸۔ پ ۱۶)

ترجمہ۔ پس اس پر صبر کر جو کہتے ہیں اور سورج کے نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں اور دن کے اول اور آخر میں بھی تسبیح کر۔ تاکہ تجھے خوشی حاصل ہو۔

یہ چیز ظاہر ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آئندہ خوشی حاصل کرنے کے لئے جو چیز بتلائی گئی ہے۔ آپ کی امت کو بھی آئندہ خوشی حاصل کرنے کے لئے بطریق اولیٰ اس کی پابندی کرنی چاہیئے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

تیسرا مقام

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝ (سورۃ الطور رکوع ۲ پ ۲۷)

ترجمہ۔ اور اپنے رب کا حکم آنے تک صبر کر۔ کیونکہ بے شک آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے۔ جب آپ اٹھا کریں اور کچھ حصہ رات میں بھی اس کی تسبیح کیا کیجئے اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی۔

حضور انور کی امت کو

آپ کی سنت کا اتباع از بس ضروری ہے۔ لہٰذا جس شخص کو اللہ تعالیٰ آپ کی اس سنت کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے لئے صد مبارک ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں یعنی صبر و تحمل اور سکون و اطمینان کے ساتھ ہمہ وقت اللہ کی تسبیح و تحمید اور عبادت گزاری میں لگے رہیئے۔ خصوصاً جس وقت آپ سو کر اٹھیں یا نماز کے لئے کھڑے ہوں یا مجلس سے اٹھ کر تشریف لے جائیں۔ ان حالات میں تسبیح وغیرہ کی مزید ترغیب و تاکید آئی ہے۔ رات کے حصہ سے مراد شاید تہجد کا وقت

ہو اور تاروں کے پیٹھ پھیرنے کا وقت صبح کا وقت ہے۔ کیونکہ صبح کا اجالا ہوتے ہی ستارے غائب ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تسبیح کرنیکے ارشادات

پہلا

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝ (سورۃ الفتح ع ۱ پ ۲۶)

ترجمہ - بے شک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا - اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا - تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ - اور اس کی مدد کرو اور عزت کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو -

حاصل

اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے کا حکم جو فرشتوں کو ہوا تھا - اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا تھا - وہی آپ کی امت کو ہوا ہے - اللهم وفقنا لما تحب و ترضیٰ - آمین یا الٰہ العالمین

دوسرا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۶ پ ۲۲)

ترجمہ - اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کیا کرو - اور اس کی صبح و شام پاکی بیان کرو -

حاصل

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو صبح اور شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے -

ملکیۃ مشترکہ

برادران اسلام جو ملکیۃ ملائکہ عظام کے وجود میں تھی - جس کا طبعی تقاضا تھا کہ ان (ملائکہ عظام) سے اللہ کی تسبیح کرائے اسی قسم کی ملکیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود کے اندر تھی - اس بنا پر ملکیۃ کا مطالبہ پورا کرنے کے لئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی تسبیح کا حکم دیا گیا - علیٰ ہذا القیاس اسی قسم کی ملکیۃ کا اثر ہر انسان (خواہ مرد ہو یا عورت) کے اندر اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے - اسی بنا پر انسان کے وجود کے اندر ہونے کے باعث اس کا بھی تقاضا یہی ہے کہ انسان اپنی زبان سے اللہ کی تسبیح بیان کرے اور یہ تسبیح کرنا خارج از فطرت نہیں ہے - بلکہ انسان کی فطرت کا یہ ایسا ہی تقاضا ہے - جس طرح انسان کو پیاس لگتی ہے تو نفس پانی مانگتا ہے - اور بھوک لگتی ہے تو اندر سے دل کھانے کا مطالبہ کرتا ہے - اسی طرح انسان کے اندر سے (بشرطیکہ گناہوں کے باعث فطرۃ سلیمہ کا نور سلب نہ ہو گیا ہو) اس کی فطرۃ تقاضا کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے -

فطرتی تقاضا پورا نہ کرنے کی صورت میں سزا

اے انسان اگر تو نے اپنے فطری تقاضے کو پورا کیا تو بہتر ورنہ شیطان کی لپیٹ میں آ کر سیدھے دوزخ میں جاؤ گے -

اس کا ثبوت ملاحظہ ہو

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّ اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْۤ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ وَ الْحَقَّ اَقُوْلُ ۝ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَ مِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ (سورہ ص - رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ - جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان مٹی سے بنانے والا ہوں - پھر جب میں اسے پورے طور پر بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا - پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا - مگر ابلیس نے نہ کیا - تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا - فرمایا اے ابلیس تمہیں اس کے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا - کہ جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا - کیا تو نے تکبر کیا یا تو بڑوں میں سے تھا - اس نے عرض کی - میں اس سے بہتر ہوں - مجھے تو نے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا ہے - فرمایا پھر تو یہاں سے نکل جا - کیونکہ تو راندہ گیا ہے - اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے - عرض کی اے میرے رب پھر مجھے مردوں کے زندہ ہونے کے دن تک مہلت دے - فرمایا بس تمہیں مہلت ہے وقت معین کے دن تک عرض کی تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا - مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہونگے فرمایا حق بات یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں - میں تجھ سے اور ان میں سے جو تیرے تابع ہوں گے - سب سے جہنم بھر دوں گا -

شیطان جن لوگوں کو گمراہ نہیں کر سکیگا

مذکورۃ الصدر آیات میں شیطان نے اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں کے سوا باقی سب انسانوں کو گمراہ کرنے کا اعلان کیا ہے - لہٰذا ہر وہ شخص جو شیطان کی گرفت سے بچنا چاہے اس کا فرض ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں کی فہرست میں آ کر شامل ہو جائے -

مخلص بندے کون ہیں ؟

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ

اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ (سورۃ حٰم السجدۃ ع ۴ ۔ پ ۲۴۔)

ترجمہ۔ بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لیئے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے اور جو تم وہاں مانگوگے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

ہمارا رب اللہ ہے پھر اسپر قائم رہے

کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ہر نفع اور ضرر کی باگ فقط اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں سمجھتے ہیں۔ کسی قسم کے نفع کی ضرورت ہو تو اسی کے دروازہ کو کھٹکھٹاتے ہیں۔ مثلاً رزق کی وسعت۔ یا اولاد کی ضرورت وغیرہ اور ہر نقصان اور تکلیف سے بچنے کے لئے بھی اسی کے دروازہ پر درخواست لے کر آتے ہیں کہ اے اللہ تو ہمیں اس مصیبت سے بچا۔ اور اگر مصیبت میں مبتلا ہو چکے ہیں تو بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تو ہمیں اس مصیبت سے نکال دے۔ اور جب حاجت پوری ہو جاتی ہے تو اس کو محض اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہیں اور اسی کا شکریہ ادا کرتے ہیں نہ کسی غیر کا۔ ان کی زبان سے یہی فقرہ نکلتا ہے۔ الحمد للہ رب العلمین

فطری تقاضا کو پورا کرنے کا نتیجہ

برادران اسلام۔ گزشتہ اوراق میں نہایت ہی وضاحت سے یہ چیز عرض کی جا چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ایک چیز ملکیت کی رکھی ہے اور اس چیز کا بھی تقاضا بھی بالتفصیل عرض کر چکا ہوں۔ لہٰذا جس شخص نے ملکیت کے ہر تقاضا کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی کے مطابق پورا کیا۔ تو اس کے لئے آئندہ مندرجہ ذیل نتیجہ برآمد ہوگا۔

هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِـــِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ سورہ ص۔ ع ۴۔ پ ۲۳۔

ترجمہ۔ یہ نصیحت ہے اور بیشک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔ ان کے لئے ان کے دروازے کھولے جائینگے وہاں تکیہ لگا کر بیٹھیں گے۔ وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کریں گے۔ اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہونگی۔ یہی ہے جس کا تم سے حساب کے دن کے لئے وعدہ کیا جاتا ہے۔ بیشک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

اے انسان تجھے اپنے وجود کی جزو دوم یعنی حیوانیت کے تقاضوں کے پورا کرنے کی ہرگز ممانعت نہیں ہے

البتہ ان تقاضوں کے پورا کرنے میں فقط ایک شرط پیش نظر رکھنی ضروری ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ جزء اول یعنی ملکیت کے تقاضوں کے خلاف کوئی قدم نہ اُٹھایا جائے۔

اس کا ثبوت

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۴۔ پ ۸)

ترجمہ۔ کہدو اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے۔ جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے۔ اور کس نے کھانے کی ستھری چیزوں (حرام کیں) کہدو دنیا کی زندگی میں یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہیں۔ قیامت میں خالص انہیں کے لئے ہو جائیں گی۔ اسی طرح ہم آئیتیں مفصل بیان کرتے ہیں۔ ان کے لئے جو سمجھتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا میں کام آنیوالی نعمتیں بھی دراصل اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار نیکوکار بندوں کے لئے ہی پیدا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور باغی نیکوں کے صدقے میں ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جس طرح دنیا کی حکومتیں اپنی وفادار رعایا کے لئے راحت اور آرام کے اسباب مہیا کرتی ہیں۔ مثلاً پختہ سڑکیں۔ ریل۔ ہوائی جہاز وغیرہ۔ مگر حکومتوں کے باغی بھی انہیں چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

مدرسہ اشرفیہ سکھر میں داخلہ شروع ہو گیا ہے

مدرسہ اشرفیہ سکھر ایک خالص دینی درسگاہ ہے جس میں درس نظامیہ کے مطابق اسلامی علوم کی تعلیم ہوتی ہے چار سال کے قلیل عرصہ میں چونسٹھ طلباء نے قرآن پاک حفظ و ناظرہ ختم کیا ہے اور تقریباً چار پانچ سو طلبہ نے قرآن پاک کی جزوی تعلیم حاصل کی ہے۔ عربی و فارسی کے درجات میں ڈیڑھ سو کے قریب طلبہ استفادہ کر چکے ہیں پچیس ہزار تبلیغی رسائل اور پمفلٹ مفت تقسیم کئے گئے اٹھائیس ہزار تبلیغی خطوط و اشتہارات ملک بھر میں روانہ کئے گئے ہیں۔ اس قلیل عرصہ میں خدا کے فضل و کرم سے اس درسگاہ نے پورے ملک سے خراج تحسین حاصل کیا ہے تعطیلیں سالانہ کے بعد ۵ شوال سے نئے سال کا داخلہ شروع ہو گیا ہے یکم ذیقعدہ تک جاری رہے گا۔ صرف عربی درجات اور حفظ قرآن کے طلبہ درخواستیں روانہ فرمائیں۔ ماشاءاللہ طلبہ کی آمد زیادہ ہے اور گنجائش کم۔ اس لئے داخلہ محدود ہے۔ باہر تشریف لانے والے حضرات آنے سے قبل خط و کتابت فرمالیں۔ درخواست میں اپنی علمی استعداد اور اخراجات کی کفالت کے متعلق ضرور اطلاع دیں۔ جو حضرات اپنے اخراجات کی کفالت خود کر سکتے ہیں۔ ان کے ساتھ خصوصی مراعات برتی جائینگی۔

داخلہ محض علمی استعداد و قابلیت کی بنا پر ہوگا۔ سفارشات نااہلیت کا سبب شمار کی جائینگی۔

محمد احمد تھانوی ناظم و مہتمم مدرسہ اشرفیہ کینٹس روڈ سکھر

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۴ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

باطن کی صفائی ہادی کی صحبت میں حاصل ہوتی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اما بعد۔ عرض یہ ہے کہ ہمارا جمعرات کا یہ اجتماع خصوصی غرض کے لئے ہوتا ہے اور وہ خصوصی غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی اندر کی صفائی اس طرح کر دے کہ وہ ہم سے راضی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو جائے تو یہ کام آسان ہے۔ ورنہ ہے بڑا مشکل۔ اللہ تعالیٰ اندر کی صفائی کو دیکھتے ہیں۔ اور اس کے مطابق اعمال کی قیمت دیتے ہیں۔ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (کتاب البر والصلۃ) رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔

اندر کی صفائی پر اعمال کی قبولیت کا مدار ہے۔ اندر کی صفائی ہو تو اللہ تعالیٰ اعمال کی قیمت دیتے ہیں۔ اندر کی صفائی نہ ہو تو ان کے ہاں کسی عمل کی کوئی قیمت نہیں۔ اندر کی صفائی کو تزکیہ کہتے ہیں۔ تزکیہ کا ذکر قرآن مجید میں بھی آتا ہے۔ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ الآیہ (سورۃ الجمعہ ع ۱۔ پ ۲۸)۔

ترجمہ۔ "وہی ہے۔ جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔"

تعلیم ہوتی ہے ظاہر کی اور تزکیہ ہوتا ہے باطن کا۔ اگر اندر ٹھیک ہے تو اسی کے لحاظ سے اعمال کی قیمت ملے گی۔ اگر اندر ٹھیک نہیں تو تمام نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ مثلاً اگر اندر شرک۔ کفر۔ نفاق اعتقادی یا ریا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی نیکی کی کوئی قیمت نہیں۔ نجات، رضائے الٰہی اور اعمال کی قبولیت کا مدار اور قلب کی صفائی پر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں اندر خود بخود صاف ہو جاتا تھا۔ آپؐ کے مبارک زمانہ میں زنا کا ایک ہی واقعہ ہوا ہے۔ جس مسلمان نے زنا کیا تھا۔ وہ خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔ یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے مجھے سزا دیجئے آپؐ اسکی طرف سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ وہ پھر آپؐ کے سامنے آکر عرض کرتا ہے یا رسول اللہؐ! میں نے زنا کیا ہے مجھے سزا دیجئے۔ آپؐ نے اسکی طرف سے پھر منہ پھیر لیا۔ اس نے چار مرتبہ اقرار جرم کیا۔ علمائے کرام تشریف فرما ہیں۔ انکو یاد ہوگا کہ اسکے بعد حضور انورؐ اس سے چند سوالات کرتے ہیں۔ آپ تو رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپؐ کی خواہش یہ ہے کہ وہ انکاری ہو جائے یا اپنے جوابات میں پھسل جائے تو اسے چھوڑ دیا جائے۔ لیکن وہ بدستور اپنے جرم کا اقرار کرتا رہا۔ اس لئے مجبوراً اس کو سنگسار کرنا پڑا۔ اس کو سزا کا علم تھا۔ لیکن وہ بار بار سزا کیلئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے۔ یہ ہے خوف خدا۔ رسول اللہؐ کے حضور میں بیٹھنا تزکیہ نفس ہو جاتا تھا۔ اب یہ کسبی عمل کرنا پڑتا ہے۔ تزکیہ کو بدعت کہنا بے سمجھی ہے صحابہ کرامؓ کو قرآن مجید سمجھنے کے لئے صرف و نحو پڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ عربی ان کی مادری زبان تھی لیکن ہم یہ دونوں علوم پڑھے بغیر کتاب و سنت کے عالم ہو ہی نہیں سکتے۔ تو کیا صرف و نحو پڑھنا بدعت ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح تزکیہ کو بدعت کہنا بھی غلطی ہے۔

بچہ ماں کے پیٹ سے صحیح سلامت پیدا ہوتا ہے۔ بعد میں کسی کو لقوہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ دے۔ لقوہ میں انسان کا منہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ اس کے منہ کو دوبارہ سیدھا کرنا یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ہزاروں میں شاید ہی کوئی حکیم یا ڈاکٹر ہوگا جو اس کا منہ دوبارہ سیدھا کر سکے۔ مزکی یہی کام کرتا ہے۔ حضور انورؐ فرماتے ہیں۔ کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ (ترجمہ۔ ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں)

انسان کو اللہ تعالیٰ فطرت سلیمہ دے کر اس جہان میں بھجواتے ہیں۔ فطرت سلیمہ کے معنی ہیں قبولیت حق کی استعداد جس طرح صحیح سلامت پیدا ہونے کے بعد بعض بچوں کو لقوہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان بعض اوقات نور فطرت کھو بیٹھتا ہے۔ اور ایسا بگڑتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ اس کو بگاڑنے والے اس کے کئی دشمن ہیں۔ ان میں سے دو بڑے دشمن نفس اور شیطان ہیں۔ بگڑے ہوئے انسانوں کو ہادی سیدھا کرتا ہے۔ میں عرض کیا کرتا ہوں کہ ہادی وہ ہے۔ جس کے دائیں ہاتھ میں ہو قرآن اور بائیں ہاتھ میں ہو حدیث خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہادی کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ کتاب و سنت کا عالم ہو۔ میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ کسی جاہل صوفی کے پاس ہرگز نہ بیٹھیں۔ ہم نے حضور انورؐ کے دروازہ سے گزر کر دربار الٰہی میں پہنچنا ہے۔ جو کتاب و سنت کا عالم نہیں۔ وہ ہماری کیا رہنمائی کرے گا ؎

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

ہادی کایا پلٹ دیتا ہے۔ پہلے

انسان اپنی خوبیاں اور دوسروں کے عیب دیکھتا تھا۔ ہادی کی صحبت میں تربیت پانے کے بعد اپنے عیب اور دوسروں کی خوبیاں دیکھنے لگتا ہے۔ الفاظ میں یہ چیز اس طرح بیان کی جا سکتی ہے کہ مرغ پاک تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں شاغل تھا۔ اے خبیث انسان! تیرے پیٹ میں جا کر وہ پلید ہو گیا۔ چاول کیسے نفیس تھے۔ انسان کے پیٹ میں جا کر وہ بھی پلید ہو گئے۔ دودھ پاک تھا۔ انسان کے پیٹ میں جا کر وہ پلید ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ در اصل انسان ہی پلید ہے۔ جو اس سے نکلتا ہے وہ پلید ہو جاتا ہے ہادی کی صحبت میں اگر یہ باتیں سمجھ میں آ جائیں تو رخ بدل جاتا ہے۔ یہ نکتہ پک جائے تو پھر انسان کسی کو بُرا کہہ سکتا ہے؟ اسی لئے اللہ والے فرمایا کرتے ہیں۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

ترجمہ:۔ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتے ہیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کا یہی مطلب ہے۔ جب تک اللہ والوں کے جوتوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ نہ بنایا جائے۔ یہ باتیں سمجھ نہیں آتیں۔ ہادی ان کو حال بنا دیتا ہے

تزکیہ بڑا ہی مشکل کام ہے۔ انسان ماں کے پیٹ سے فطرت سلیمہ لے کر آتا ہے۔ اس ماحول میں آ کر اس کی فطرت بگڑ جاتی ہے بعض اوقات ایسی بگڑتی ہے کہ کہ انسان خود مکمل شیطان بن جاتا ہے۔ اگر خوش قسمتی سے کسی ہادی کے دامن سے وابستہ ہو گیا تو وہ رخ پھیر دے گا۔

اندر پاک نہ ہونے کے باعث مسلمان بہت بد دیانت ہے۔ ہندو اتنا بد دیانت نہ تھا۔ جتنا مسلمان ہے۔ اے مسلمان تو اتنا نیک بن کہ کافر بھی تیرے ہاں آ کر پناہ لیں۔ میں

ایک دفعہ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے امروٹ شریف گیا ان دنوں ایک ہندو لڑکی سسرال کے ظلم سے تنگ آ کر حضرت رح کے کوٹ میں آ داخل ہوئی۔ اس کو حضرت رح پر اعتقاد تھا۔ وہ آپ کی پناہ میں آئی تھی۔ اس کے وارثوں کو پتہ چلا تو وہ حضرت رح کی خدمت میں اس کو لینے کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ وعدہ کرو کہ اس کو ستاؤ گے نہیں اس شرط پر بھیجتا ہوں۔ حضرت امروٹی رح کا ایک اور واقعہ ہے۔ ایک مسلمان پر ایک ہندو کا قرضہ تھا۔ مسلمان ہندو کو لے کر حضرت رح کے ہاں حاضر ہوا۔ آپ نے ہندو سے فرمایا کہ اتنا لے لو اور باقی معاف کر دو۔ ہندو مان گیا۔ حضرت رح نے لنگر کا آٹا پیسنے کے لئے خراس میں جو ناگوری بیل جتا کرتا تھا۔ وہ اس ہندو کو دے دیا اور مسلمان کا دامن پاک کرا دیا۔ اسلام یہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں اے مسلمان تو بدنام کنندۂ نکو نامِ اسلام ہے یہاں ہم اس لئے آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب محبوب اور مقصود ہو جائے ع

رضائے مولا بہ ہمہ اولیٰ

خدا کرے کہ یہ میرا اور آپ کا حال بن جائے۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ کسی ہادی کی صحبت میں عقیدت ادب اور اطاعت سے مدت مدیدہ تک زندگی بسر کرے آہستہ آہستہ رنگ چڑھ جائے گا۔ صحبت کے بغیر انسان انسان نہیں بنتا۔ اکثر انسان انسان نہیں ہوتے۔ اس کا پتہ تو مرنے کے بعد لگے گا۔ لیکن اس وقت اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

سارے قرآن مجید اور صحاح ستہ کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے۔ اٰتِ کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ (ترجمہ۔ ہر حقدار کو اس کا حق دے دو)۔ اللہ تعالیٰ۔ رسول اللہ صلعم ماں۔ باپ۔ بھائی۔ بہن۔ اولاد وغیرہ سب کا ہم پر حق ہے۔ انسان ان سب کے حقوق ادا کرے اور ساتھ ہی اللہ ہُو بھی کرے۔ ادھر سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا نور آئے اور ادھر اندر پاک ہونا چاہئے۔ اس طرح انشاء اللہ دنیا اور آخرت میں کامیابی نصیب ہو جائے گی۔ اندر پاک نہ ہو۔ تو انسان کسی کام کا نہیں۔ مثلاً نماز پڑھی اندر پاک نہ ہوگا۔ تو ریا کی وجہ سے نماز قبول نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو یہاں لاتے ہیں۔ سوچا کیجئے کچھ حاصل بھی ہوا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے جو کہلواتے ہیں۔ مجھے اور آپ کو ایسا بننے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

طالب عقیدت ادب اور اطاعت سے کامل کی صحبت میں رہے۔ تو بلا ساختہ عکس لیتا ہے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

دل را بدل رہیست

حضرت شیخ عمر الدین بھٹہ

نماز

مسلمانوں پر فرض ہے

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا ۝
(النساء ع ۱۵ پ ۵۔

ترجمہ۔ بے شک نماز اپنے مقررہ وقتوں میں مسلمانوں پر فرض ہے۔
(حضرت مولانا احمد علی مدظلہٗ)

پانچ فرض نمازیں تعدیل ارکان بجا لا کر مقررہ اوقات پر روزانہ ادا کرنا چاہئیں۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ کو سب سے زیادہ پیارا کون سا عمل ہے فرمایا نماز کو وقت پر ادا کرنا.....
(بخاری شریف)

حضرت علامہ زہری فرماتے ہیں کہ میں حضرت انسؓ کے پاس دمشق میں پہنچا (میں نے دیکھا کہ) آپ رو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا جو باتیں (ارکان اسلام میں سے) میں نے پائی تھیں۔ ان میں نماز کے علاوہ اب ایک بھی نہیں پاتا اور یہ نماز بھی اب ضائع ہو چکی ہے (بخاری)

الحاصل ہمارے روزمرہ کے ٹائم ٹیبل میں نماز کے اوقات کا اندراج ضرور ہونا چاہیئے۔ ورنہ ہمارا ٹائم ٹیبل بالکل نامکمل ہے۔

باجماعت پڑھو۔

وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ ۝ (البقرع ۵ پ ۱) ترجمہ۔ اور نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

(حاشیہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)
یعنی باجماعت پڑھا کرو۔ پہلے کسی دین میں نماز باجماعت نہیں تھی۔ اور یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا۔

خلاصہ آیت کا یہ ہوا کہ صرف امور مذکورہ بالا نجات کے لئے تم کو کافی نہیں۔ بلکہ تمام اصول میں اس نبی آخرالزمان کی پیروی کرو۔ نماز بھی ان کے طور پر پڑھو۔ جس میں جماعت بھی ہو اور رکوع بھی۔

حدیث:۔ جماعت کی نماز تنہا آدمی کی نماز سے ستائیس درجے افضل ہے۔
(بخاری عن ابن عمرؓ)

حدیث۔ جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہ نماز جماعت سے نہ پڑھیں تو شیطان ان پر غالب ہو جاتا ہے۔ پس جماعت کو تم ضروری سمجھو اس لئے کہ تنہا بھیڑ کو بھیڑیا کھا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ عن حضرت ابوالدرداؓ)

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا ہے کہ نماز باجماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا۔ مگر وہ شخص جو منافق ہو اور اس کا نفاق ظاہر ہو۔ یا بیمار اور وہ بیمار بھی مسجد میں آتا تھا۔ جو دو آدمیوں کے سہارے چلتا تھا اور ابن مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ہدایت کے طریقے سکھائے اور ان طریقوں میں ایک نماز ہے۔ جو اس مسجد میں ادا کی جائے۔ جس میں اذان دی جاتی ہے
(مشکوٰۃ)

الحاصل نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی بڑی تاکید ہے۔ ایک صحابیؓ جو رات بھر نماز پڑھتے رہے اور صبح کے وقت مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے حاضر نہ ہو سکے۔ ان کے بارے میں حضرت عمرؓ نے صاف فرما دیا کہ صبح کی نماز کو جماعت سے پڑھنے کے لئے میرا حاضر ہونا رات بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے
(مشکوٰۃ)

حضرت اسودؓ جب (ایک مسجد میں) جماعت فوت ہو جاتی تو دوسری مسجد میں چلے جاتے۔ (بخاری)

نماز خود بھی پڑھیئے اور متعلقین کو بھی پڑھایئے

وَاۡمُرۡ اَہۡلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصۡطَبِرۡ عَلَیۡہَا ؕ (طٰہٰ ع ۸۔)

(ترجمہ۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ)

حدیث:۔ جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو۔ اور جب دس سال کے ہو جائیں (اور نماز نہ پڑھیں تو) ان کو مار کر نماز پڑھاؤ۔ اور علیحدہ کر دو۔ ان کے سونے کی جگہ (یعنی ان کو تنہا سلاؤ) (مشکوٰۃ)

نماز دین فطرت ایک اہم اصول ہے

وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ لَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ۝ (الروم ع ۴)

(ترجمہ اور نماز قائم کرو اور مشرکوں سے نہ ہو جاؤ)

حدیث۔ ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے۔ پس جس نے نماز کو چھوڑ دیا۔ وہ کافر ہوا۔ (مشکوٰۃ عن حضرت بریدہؓ)

تارک نماز کے لئے دوزخ

جب گنہگاروں سے پوچھا جائیگا کہ کون سی باتیں تمہیں دوزخ میں لے آئیں تو سب سے پہلی بات جو وہ بتائیں گے وہ یہ ہوگی۔

قَالُوۡا لَمۡ نَکُ مِنَ الۡمُصَلِّیۡنَ ۝
(المدثر ع ۲)

(ترجمہ۔ وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے) — الحاصل ترک صلوٰۃ ایک مسلمان کی شان کے منافی ہے۔ اس دوزخ میں لے جانے والے (ترک صلوٰۃ کے) طریقہ سے فوری تائب ہو جانا چاہیئے خبر نہیں کب پیغام اجل آ جائے۔

آقا کا بندوں کو حکم۔

قُلۡ لِّعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ (ابراہیم ع ۵)

(ترجمہ میرے بندو کو کہہ دو جو ایمان لائے ہیں نماز قائم رکھیں)

باقی صفحہ ۱۸ پر

عبدالرحمٰن لدھیانوی شیخوپورہ

اسلام میں عورت کا مقام

غیر مذاہب اور عورت

اسلامی عورت اپنے حقوق اور اپنی انسانیت کے اعتبار سے دُنیا کی ہر قوم کی عورت سے بدرجہا ممتاز ہے۔ اسلام اور صرف اسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے۔ جس نے عورت کے حقوق تسلیم کرکے اسے انسانیت کا درجہ دیا۔ ورنہ وہ انسان ہو کر حیوانوں سے بدتر تھی۔

رومی تمدن میں عورت محض افزائش نسل کی ایک ذریعہ تھی۔ اس کی حیثیت ایک غلام سے زیادہ کچھ نہ تھی۔ شوہر کو اُسے قتل کر دینے اور جابرانہ حق لینے کا پورا حق تھا۔ یونانی تمدن میں اس کی حیثیت مرد کی جائیداد منقولہ جیسی تھی۔ ذی علم ہو کر عورت کو علم سے محروم رکھتے تھے اور یہ عاریتاً بھی دے دی جاتی تھیں۔ ایرانی تمدن میں بھی کنیز کے برابر سمجھی جاتی تھی۔ سخت پردہ میں رہتی تھی۔ پھر غضب یہ ہے کہ بیٹیوں اور بہنوں تک سے عقد ہو جاتا تھا۔

ہندو تمدن میں وہ صفر کا درجہ رکھتی تھی۔ روحانی ترقی کی روک سمجھی جاتی تھی۔ بچپن میں والدین کی، جوانی میں شوہر کی، بڑھاپے میں اولاد کی زیر حکومت رہنا پڑتا تھا۔ نہ مہر نہ وراثت میں حصہ اور نہ ترکہ میں۔ شوہر مرے تو ساتھ جانا پڑے۔ اس کی عبادت شوہر ہی کی اطاعت و خدمت تھی۔

غرض عورت دنیا میں بے حقیقت تھی۔ لوگ مویشیوں کی طرح گھروں میں بھرتے چلے جاتے تھے۔ یہودی تمدن کی یہ بوالعجبی دیکھئے کہ بلاوجہ طلاق بھی دے دی جائے اور پھر حکم یہ کہ مطلقہ عورت سے کوئی شادی بھی نہ کرے۔

سنوجی عورت کو خود مختار ہونے کے قابل ہی نہیں سمجھتے تھے۔ کوئی کام بھی خود مختاری سے کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔

عیسائیت کا کام بھی عجیب ہے۔ صدیوں تک عیسائی اسی کا فیصلہ نہ کر سکے کہ عورت میں روح ہے یا نہیں شادی ہوتے ہی عورت کی ہر چیز کا مالک مرد بن جاتا ہے۔ جہیز تو کیا چیز وہ اپنی ہستی ہی کھو بیٹھتی ہے اس کا دنیا میں کوئی نام بھی نہیں۔ کنواری ہے تو مس فلاں ہے۔ اور بیاہی گئی تو مسز فلاں بن گئی۔

اسلامی عورت اور مساوات

یہودیت، عیسائیت اور مجوسیت بڑے بڑے مذاہب موجود تھے۔ مگر عورت کی دنیا کو جنت بنانے اور اس کی قدر کرنے والا، عزت کی جگہ دینے اور انسان سمجھنے والا کوئی نہ تھا لیکن افق پر آفتاب اسلام کے ضیاء بار ہوتے ہی عورت کا غمکدہ حیات مطلع انوار بن گیا اور یہ بھی اپنی جداگانہ ہستی لئے ہوئے آگے بڑھتی ہوئی نظر آئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ اٹھا کر جو گرد و پیش دیکھا تو عورت کچھ اس قسم کے بندھنوں میں جکڑی ہوئی نظر آئی۔ اس لئے آپؐ نے اس کی آزادی میں بڑی دقیقہ سنجی سے کام لیا غلاموں کی طرح اس پر بھی روپیہ لگا ہوا تھا اور اس سے بھی فائدہ اُٹھایا جا رہا تھا۔

سب سے پہلے معاشری اصلاح کی طرف توجہ کی، باپ کی بیویاں اولاد میں بطور میراث تقسیم ہو جایا کرتی تھیں اور کنیزانہ حیثیت سے رہتی تھیں اس کی مخالفت کرکے حکم دیا کہ ان سے عمومیت کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے جو انہیں دیدیا ہے۔ وہ اُن سے واپس نہ لیا جائے اور محض ناپسندیدگی کی بنا پر کسی کو طلاق نہ دی جائے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا

ع ۱۴۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے جبراً مالک ہو جاؤ۔

مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص مر جائے تو اس کی عورت اپنے نکاح کی مختار ہے۔ میت کے بھائی اور اس کے کسی وارث کو یہ اختیار نہیں ہے۔ کہ زبردستی اپنے نکاح میں لے لے۔ نہ وہ عورت کو نکاح سے روک سکتے ہیں کہ وہ مجبور ہو کر خاوند کے ورثہ سے جو اس کو ملا تھا۔ کچھ لوٹا دے۔ ہاں اگر صریح بد چلنی کریں تو روکنا چاہیئے

کثیر الازدواجی بھی مصیبت کا باعث بنی ہوئی تھی اسے گھٹا کر چار تک کی تعداد محدود کر دی۔ اور ساتھ ہی حکم ہوا کہ اگر ان میں عدل نہ کر سکو تو ایک ہی پر اکتفا کرو۔ نہ انہیں ستاؤ اور نہ تنگ کرو اور اچھا سلوک روا رکھو۔

وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ

(ع ۱۸ پ ۲۸)

ترجمہ اور مت ایذا دو ان کو تاکہ تنگی کرو تم ان پر۔ یعنی ستاؤ نہیں کہ وہ تنگ آکر نکلنے پر مجبور ہو جائیں

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

(ع ۱۴ پ ۴)

ترجمہ۔ اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے گذران کرو یعنی عورتوں کے ساتھ گفتگو اور معاملات میں اخلاق اور سلوک سے معاملہ کرو۔

صدیوں کی خو گر طبائع اس انقلاب کو یک بیک گوارا بھی نہ کر سکتی تھیں غلامی سے مساوات کا درجہ ناگوار گزرنے والی بات تھی۔ یہ بھی اندیشہ تھا۔ کہ دور حاضرہ کی عورت کی طرح عورت حوصلہ پا کر کہیں خانہ برانداز نہ بن جائے۔ مرد کی معاشی محنتوں مشقتوں اور ذمہ داریوں کا بھی خیال تھا۔ اس لئے فرمایا گیا کہ مرد کو عورت پر فضیلت ہے مرد قوام و امیر خانہ ہے اور عورت کو اس کی اطاعت کرنی چاہیئے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ الخ پ

ع ۳ — ترجمہ۔ مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس

سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔

تشریح۔ مردوں کو عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے حاکم اور نگراں حال بنایا مردوں کو عورتوں پر علم و عمل میں بڑائی عطا فرمائی۔ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ مہر۔ خوراک۔ پوشاک وغیرہ

اسلامی عورت کے حقوق

اسلام کی اس پُر حکمت تعلیم کے نکات پر غور کیجئے کہ مرد کو فضیلت بھی دی گئی قوام بھی بنا دیا گیا۔ اس کی اطاعت کا حکم بھی دے دیا۔ نہ کہنا ماننے پر تنبیہہ کا حق بھی مل گیا۔ سردار کا سردار رہا۔ مگر ساتھ ہی حسن سلوک کی تاکید کر دی گئی۔ دوسری طرف عورت کو محکوم تو بنایا گیا۔ مگر حقوق میں قطعاً مرد کے برابر کر دیا گیا۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (پ۲۔ ع ۱۲)۔ ترجمہ اور عورتوں کے لئے بھی حقوق ہیں جوکہ مثل اُن ہی حقوق کے ہیں۔ جو ان عورتوں پر ہیں قاعدہ شرعی کے مطابق اور مردوں کا ان کے مقابلہ میں کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے۔ اس کی اہمیت کا نقشہ یہ بتا کر کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لباس کی حیثیت رکھتے ہیں۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ (پ۲۔ ع۷)۔۔۔ ترجمہ۔ "عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم عورتوں کا لباس ہو" مرد کے دل پر قائم کر دیا۔ یعنی دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے جس طرح لباس سردی و گرمی سے بچاتا ہے۔ اسی طرح عورت و مرد سرد و گرم زمانہ میں ایک دوسرے کے ممد و معاون رہتے ہیں۔ دونوں کو ایک دوسرے سے آرام ملتا ہے دونوں ایک دوسرے کے بغیر نہیں گذار سکتے۔ ایک کی عزت دوسرے سے ہے۔ گویا محکوم بھی رہی اور گھر کی ملکہ بھی بن گئی کہ اب مرد پر اس کے حقوق قائم ہو گئے۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک ہونے لگا۔ اور اگر ایک طرف شوہر کی محکوم تھی تو دوسری طرف اولاد پر حاکم بھی بن گئی۔ جو انہیں کنیز و میراث سمجھتی تھی۔ اب وہ نہ قدیم عورت کی طرح بالکل بے اختیار تھی کہ حقوق رکھتی تھی اور نہ جدید عورت کی طرح خود سر تھی کہ اسے بھی مرد کی طرح اطاعت کا حکم دیا گیا تھا۔ دونوں بڑی حد تک مساوی تھے۔ دوست تھے۔ رفیق تھے اور باہم ممد و معاون تھے۔

معاشرتی ارتقا

گویا یوں سمجھئے کہ اسلام نے تدریجی صورت اختیار کی۔ پہلے تکالیف رفع کیں اس کے ساتھ بہتر سلوک کا حکم دیا جو مظالم ہو رہے تھے۔ انہیں رفع کیا۔ میراث کی طرح تقسیم ہونا۔ بے تعداد عورتوں کا عقد میں آنا۔ ناپسندیدگی کی بنا پر طلاق ملنا۔ تکلیف میں رہنا وغیرہ شکایات دُور کیں۔ پھر خُلع حاصل کرنے کا حکم دے کر ایک اختیار کی طرف قدم اٹھایا۔ مگر ظاہر ہے کہ مالی پوزیشن اور استحکام کا بھی بڑا اثر پڑتا ہے۔ تکالیف و شکایات تو رفع ہوئیں۔ خُلع کا اختیار ملنے سے ایک صورتِ نجات بھی پیدا ہوئی۔ مگر رہی تو نادار کی نادار۔ غریب و بے زر کی عزت کیا۔ مرد طلاق دے ہی دے تو کھائے کہاں سے۔ اس لئے معاشری آزادی کے ساتھ مالی حیثیت بڑھانے کے لئے مہر کا تعین عورت کی مرضی پر چھوڑا۔ نکاح میں اس کی اپنی مرضی اور اس کے ایجاب کو ضروری قرار دیا۔ باپ اور شوہر کے ترکہ و ورثہ میں شریک ٹھہرایا۔ اُسے اس کی اپنی ترکہ و ورثہ میں حاصل کی ہوئی جائداد کا مختار کل قرار دیا۔ اور اس کا انتظام خود کرنے یا کسی دوسرے کے زیر انتظام دینے کا پورا اختیار دیا۔ اس طرح اس کی مالی حیثیت بھی مضبوط ہو گئی اور اس اعتبار سے وہ فروتر نہ رہی۔

معاشری و مالی ارتقا تو ہو گیا مگر ابھی علمی اخلاقی اور مذہبی میدان باقی تھے اور یہاں مرد کا کلی تفوق ظاہر ہو رہا تھا۔ یہاں بھی مساوات کے درجہ پر لے آیا گیا۔ تحصیل علوم و فنون مرد و عورت دونوں پر یکساں فرض کر دیا گیا

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے مذہب میں مرد ہی کی طرح اس پر بھی نماز، روزہ، زکواۃ اور حج اور دیگر اوامر و نواہی کی پابندی لازمی ہو گئی۔ اخلاقی میدان میں بھی اسے کسب محاسن اور ترقی سیرت کے متعلق پوری آزادی دے دی گئی۔ حکم ہوا مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً۔ پ۱۴۔ ع ۱۹۔۔۔ ترجمہ۔ جس نے بھی نیک عمل کئے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ اللہ پر اُس کے رسول اور آخرت پر۔ ایمان بھی رکھتا ہو۔ اس کی زندگی اچھی گذرے گی اور ہم اسے ایک اعلٰے اور خوشگوار زندگی بسر کرنے کے قابل بنا دیں گے۔

گویا قرآن کریم کی اس آیت نے قطعی طور پر اس امر کا فیصلہ کر دیا کہ عورت و مرد دونوں انتہائی دینی و دنیاوی ترقی یکساں طریق پر کر سکتے ہیں۔ دونوں میں اس کی پوری اہلیت ہے اور دونوں برابر ہیں۔

مالی و اقتصادی ارتقا

عہدِ رسالت ہی میں عورتیں زندگی کے ہر میدان میں گرم جولاں ہو چکی تھیں اور انہوں نے ہر شعبہ حیات میں پوری ترقی حاصل کرنی شروع کر دی تھی۔ جس کی تکمیل عہد صحابہ میں ہو گئی۔ انتہا یہ کہ مادی اعتبار سے ان میں بڑی بڑی دولتمند علمی اعتبار سے بڑی سے بڑی فاضلہ و یگانہ روزگار۔ روحانی اعتبار سے بڑی سے بڑی شہسوار اور نبرد آزما پیدا ہوئیں جنہوں نے طبقۂ رجال سے اپنی عظمت و لیاقت کا اعتراف کرا لیا۔

دنیا میں ایک نامعلوم زمانہ سے عورت بیچارگی اور کس مپرسی کی زندگی بسر کرتی چلی آ رہی تھی۔ یہ امتیاز اسلام اور صرف اسلام ہی کو حاصل ہوا کہ اس نے عورت کو انسانیت و مساوات کا درجہ دیا اور غار ذلت و نکبت سے نکال یہ ایک احسان ہی تھا۔ حق بھی تھا اور ضروری بھی تھا۔ اس لئے کہ مرد کی قابلیت کا اثر تو زیادہ تر اس کی ذات تک ہی محدود رہتا ہے۔ لیکن عورت کی

تعلیم و تہذیب ایک پوری نسل کی تعلیم و تہذیب ہے۔ بچہ سب سے زیادہ اپنی ماں کی عادات ہی سے متاثر ہوتا ہے۔ اور اس کی تعلیم بطن مادر ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ لائق ماں کی اولاد ہمیشہ لائق ہی ہوتی ہے۔ باپ کتنا ہی لائق ہو۔ اگر ماں نالائق ہے تو وہ کسی نہ کسی حد تک ضرور ہی اس سے متاثر ہوگا۔ اسلام نے عورت کا درجہ بلند کرکے ایک طرح گویا آئندہ نسلوں کی حفاظت کا پورا سامان کر دیا۔ یہ دنیا پر اس مذہب کا سب سے بڑا احسان ہے۔

نسوانیّت کا لحاظ

ڈاکٹر ہیلی نے اپنی تاریخ سپین میں اعتراف کیا ہے کہ عیسائیوں نے سپاہیانہ اخلاق میں عورت کے احترام کا سبق ہسپانیہ کے مسلمانوں ہی سے سیکھا تھا۔ انتہا یہ تھی کہ مسلمانوں کا ادنےٰ سے ادنےٰ سپاہی بھی میدان کارزار میں اپنی عورت کے ساتھ نہایت خوش خلقی و نرمی سے پیش آتا تھا۔ اور ماں کی تعظیم تو پرستش کی حد تک ہوتی تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی مسلمانوں کو تعلیم ہی یہی دی گئی تھی کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ اور عورتوں کے ساتھ جن کا سلوک اچھا ہے۔ وہی مسلمانوں میں اچھے ہیں۔

مسلمان اچھے تھے اس لئے اچھا سلوک کرتے تھے۔ آج تہذیب جدید کی دنیا میں احترام نسوانیت کا ایک شور برپا ہے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ عورت کو وہ حقوق تو آج تک بھی کہیں نہ مل سکے۔ جو آج سے پونے چودہ سو برس پیشتر اسلام اُسے عطا کر چکا تھا۔ البتہ اُس کی خودسری اور مطلق العنانی بڑھ گئی۔ جس سے دونوں کی خانگی زندگی کے لطف برباد ہو کر رہ گئے۔ عورت بھی بے چین کی بے چین ہی رہی اور مرد بھی اپنا اطمینان کھو بیٹھا۔ اسلام نے عورت کو وہ سب کچھ دے دیا جو دُنیا آج تک نہ دے سکی۔ مگر اس نے اُسے بے عنان نہ ہونے دیا تھا۔ مرد کی اجازت لازمی کر دی گئی تھی اور اُسے اُس کے فرائض بتا کر واضح کر دیا تھا کہ مرد کو بہر کیف فضیلت حاصل ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نسوانیت کے بقا و قیام پر برابر زور دیتے رہے اور مرد کے تشبہ کی شدید مذمت کی تھی اس کی فطری کمزوری ہی کے باعث سے مرد کی زیر نگرانی رکھا تھا۔ اور ہر اعتبار سے آزاد نہ ہونے دیا تھا جس کے باعث یہ بھی آرام میں تھی اور مرد بھی تھے۔ مگر مغرب نے نسوانیت کی رعایت کئے بغیر غیر معمولی آزادی دے دی۔ مرد کی گرفت ڈھیلی کر دی اس لئے وہ اب اس کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔ جس طرح بچے ہر قسم کے حقوق رکھتے ہوئے بھی آزاد چھوڑ دینے پر خراب ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی زندگی برباد کر لیتے ہیں۔ اور ماں باپ کے لئے بھی باعث رنج ہوتے ہیں۔ اسی طرح عورت بھی ہر نوع کے حقوق رکھتے ہوئے شوہر کی عدم اطاعت اور اپنی آزاد روی سے خودسر ہو کر خود بھی خراب ہوتی ہے۔ اور مرد کے لئے بھی آرام دل ہونے کی بجائے آزار جان بن جاتی ہے۔ اگر بنظر انصاف غور کیا جائے۔ تو اسلام سے بہتر تعلیم ہر شعبہ حیات میں کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی۔

مقامِ عبرت

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کسوف پڑھاتے وقت ہم نے دیکھا کہ پہلے آگے بڑھے تھے۔ پھر پیچھے پھرے۔ حضورؐ نے لوگوں کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ پہلی مرتبہ میں نے جنت دیکھی تو میں نے چاہا کچھ انگور کے دانے توڑ لوں۔ تاکہ جب تک دنیا قائم ہو تم کھاتے رہو۔ دوسری دفعہ مجھ کو دوزخ دکھائی گئی اور ایسا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ دوزخ میں زیادہ حصہ میں نے عورتوں کو دیکھا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیوں؟ حضورؐ نے فرمایا ان کی ناشکری کی وجہ سے۔ کیونکہ وہ اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور خدا کی ناشکری کرتی ہیں۔ احسان فراموش ہوتی ہیں۔ خواہ ان کے ساتھ تم ہمیشہ ہی کیوں نہ احسان کرتے رہو۔ پھر حضور نے فرمایا۔ پھر میں نے ایک ایسی شئے دیکھی کہ اس سے عمدہ کبھی نہ دیکھی تھی۔ (مشکوٰۃ صلوٰۃ الکسوف)

بروایت حضرت جابرؓ۔ پھر ایک بلّی پالنے والی عورت کو دوزخ میں دیکھا۔ اس نے بلّی باندھ رکھی تھی۔ نہ چھوڑتی تھی اور نہ اس کو کھانے کے واسطے دیتی تھی۔ حتیٰ کہ وہ مر گئی۔ اس وجہ سے اس عورت کو عذاب ہو رہا تھا۔

مسلسل

جناب امجد قادری

تحفۂ نماز

قرآن مجید کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت الٰہیہ نے جیسا اہتمام نماز کے لئے کیا ہے۔ ایسا اہتمام کسی دوسرے کام کے لئے نہیں کیا۔ قرآن مجید میں سات سو آیتیں نماز کے متعلق ہیں۔ اب ان سات سو آیات میں نماز کے متعلق کیا کیا ہدائتیں فرمائی گئی ہیں اور کیا کیا مطالب عالیہ ارشاد ہوئے ہیں۔ وہ ان آیتوں کے دیکھنے سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس بات کو اچھی طرح بتا دیا ہے کہ ایمان والوں کا پہلا سبق نماز ہے۔ اور ہر نبی کو نبوت کے بعد سب سے پہلے تلقین نماز کی ہوئی ہے۔ چند آیات حسب ذیل ہیں۔

(۱) وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى۔ (سورہ طٰہٰ پ ۱۶)

ترجمہ:۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کو نماز کی تاکید کیجئے اور خود بھی نماز کی پابندی میں مشقت برداشت کیجئے۔ ہم آپ سے روزی نہیں مانگتے۔ ہم تو خود آپ کو رزق دیتے ہیں اور انجام کار تقوے کے مطابق ہوتا ہے۔ ف:۔ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر نماز کی تاکید کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز کی تاکید کرنا تمام پیغمبروں کا کام رہا ہے۔ پھر خود حضورؐ نے بھی نماز کی پابندی کی تاکید فرمائی۔ معلوم ہوا کہ نماز اتنی ضروری چیز ہے کہ پیغمبر بھی اس سے مستثنٰی نہیں۔

لفظ اہل سے مراد آپ کے اہل و عیال ہیں اور ہو سکتا ہے کہ تمام تعلق رکھنے والے یعنی ساری امت کے لوگ مراد لئے جائیں۔ اس آیت میں نماز کے ذکر کے بعد رزق کا تذکرہ بہت سی حکمتوں پر شامل ہے

(۲) وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ (سورۃ احزاب پ ۲۲) ترجمہ۔ اے نبی کی بیبیو! نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ ف۔ نبی کی بیبیوں کو نماز کی تاکید کرنا صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ کوئی شخص خواہ پیغمبر کے ساتھ کیسا ہی تعلق رکھتا ہو نماز کی پابندی کے بغیر نجات نہیں پا سکتا۔

(۳) وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى (سورہ طٰہٰ پارہ ۱۶)

ترجمہ۔ اے موسٰیؑ میں نے تم کو پسند کر لیا۔ پس سنو اس وحی کو جو تم پر نازل کی جاتی ہے (وہ وحی یہ ہے) کہ تحقیق میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ لہذا میری عبادت کرو اور میری یاد کیلئے نماز قائم کرو۔ تحقیق قیامت آنیوالی ہے میں اس کا وقت (لوگوں سے) مخفی رکھتا ہوں (اور اس کا آنا) اس لئے ہے کہ ہر شخص کو اسکی کوشش کا بدلہ دیا جائے گا۔ (ف) یہ سب سے پہلی آیت ہے جو حضرت موسٰی علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ آغاز نبوت میں ان کو تعلیم توحید کے بعد نماز کا حکم ہوا۔ معلوم ہوا کہ ایمان والوں کا پہلا سبق نماز ہے۔

اس آیت میں لِذِكْرِيْ کا ترجمہ دو طرح سے ہو سکتا ہے۔ ایک وہ جو اوپر بیان ہوا۔ اور دوسرا یہ کہ میری یاد کے وقت نماز قائم کرو۔ یعنی اے موسٰیؑ جب میری یاد تم کو بیچین کرے تو اس بیچینی کا علاج نماز ہے۔ نماز کے حکم کے بعد قیامت کا تذکرہ دو باتوں کو ظاہر کر رہا ہے۔ (۱) قیامت کے دن سب سے زیادہ کام آنے والی چیز نماز ہے۔ (۲) نماز کا قائم کرنا بغیر عقیدہ قیامت کی پختگی کے ممکن نہیں۔

(۴) وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ترجمہ۔ اور ہم نے موسٰی اور انکے بھائی (ہارون) کی طرف یہ وحی بھیجی۔ کہ تم دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں اپنا گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ رو بناؤ اور نماز قائم کرو اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا دو۔

(ف) حضرت موسٰی علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل سب فرعون کے پنجۂ غلامی میں گرفتار تھی۔ بالآخر خدا نے اس مظلوم قوم پر رحم کیا اور ان میں حضرت موسٰیؑ کو معجزات قاہرہ کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ انہوں نے مقابلہ کرکے اپنی قوم کو آزاد کرایا۔ جب بنی اسرائیل کو بفضلہ تعالٰی فرعون کے پنجۂ ظلم سے رہائی ملی۔ تو سب سے پہلی وحی حضرت موسٰیؑ پر نازل ہوئی جس کا بیان آیت میں ہے اس کے بعد فرمایا کہ اپنی قوم کو خوشخبری سناؤ۔ یہ خوشخبری اس بات کی تھی کہ فرعون اور اسکی قوم برباد ہو جائیگی اور ان کا ملک مال و متاع سب تمہیں ملے گا۔ حق تعالٰی نے یہ قصہ ہم کو اس لئے سنایا کہ دیکھو تم بھی اگر نماز کے لئے یہی اہتمام کرو اور نماز قائم کرو تو تم کو بھی کافروں کے ظلم سے اسی طرح نجات ملیگی اور تم کو بھی روئے زمین کی بادشاہت دی جائے گی۔

نیک بختوں کا سب سے پہلا طبقہ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے تھا (یعنی صحابۂ کرامؓ کا طبقہ) اس نے اس حکم پر اور تمام احکام پر خوب عمل کیا۔ نماز تو انکی ضرب المثل تھی۔ جس کو دیکھ کر کافر بھی ایمان لے آتے تھے۔ خدا کے سب وعدے اس طبقہ پر پورے ہوئے اس کے بعد بھی جبتک اقامت نماز کی طرف سے مسلمانوں نے غفلت نہیں کی۔ وہ انعامات قائم رہے۔ بلکہ ترقی کرتے گئے۔ جب مسلمان ہندوستان میں آئے اور تسلط کے بعد یہاں آباد ہوئے تو جس مسلمان نے جس خطہ کو اپنے لئے پسند کیا۔ وہاں جا کر مسجد بنائی۔

(۵) وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۖ (سورۃ مریم پ ۱۶)

ترجمہ۔ اور خدا نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی۔ جب تک میں زندہ ہوں۔

ف۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی بطریق معجزہ جو کلام کیا تھا اس کو خدائے عزوجل نے ہمیں سنایا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ تمام نبیوں کو سب سے پہلی تعلیم نماز کی دی گئی ہے اور اس کی اس قدر تاکید ہے۔ کہ جبتک جان بدن میں ہے نماز معاف نہیں ہو سکتی۔

(۶) اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿﴾

ترجمہ:۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعہ عداوت اور بغض پیدا کرے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے۔ کیا تم اب بھی باز نہ آؤ گے۔

ف۔ شراب کے متعلق تین آیات نازل ہوئیں۔ پہلے یہ بتایا گیا کہ شراب میں نفع بھی ہے اور نقصان بھی۔ مگر نقصان زیادہ ہے۔ پھر یہ حکم ہوا کہ کوئی شخص شراب کے نشہ میں ہو۔ تو نماز کے قریب نہ جائے۔ اس آیت کے نازل ہونے پر صحابہ کرام نے فرمایا لَا خَیْرَ فِیْ شَیْءٍ یَحُوْلُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ صَلٰوتِنَا۔ یعنی ایسے کام میں کچھ خوبی نہیں جو ہمیں نماز سے روک دے۔ اور ایک بڑی جماعت نے اسی وقت شراب چھوڑ دی۔ (معالم التنزیل)

دیکھو کیسی محبت ان کو نماز کے ساتھ تھی کہ شراب جیسی چیز جو شرابی کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیاری ہوتی ہے۔ نماز میں خلل انداز ہونے کے سبب سے انہوں نے چھوڑ دی۔ بہت ہی تھوڑے لوگ تھے جو اس آیت کے بعد شراب پیتے رہے۔ مگر اس انتظام کے ساتھ کہ نماز کے اوقات میں نشہ نہ رہنے پائے۔ پھر یہ تیسری آیت اتری اور قطعی طور پر شراب حرام کر دی گئی۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ شراب اور جوئے کی حرمت اس لئے ہوئی کہ وہ نماز سے روکتے ہیں۔

(۷) وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا (سورہ حج پ۱۷)

ترجمہ۔ اگر خدا بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ دفع نہ کرتا۔ یعنی جہاد کی اجازت نہ دیتا تو یقیناً نصاریٰ اور یہود کے عبادت خانے، خانقاہیں اور مسجدیں جن میں خدا کا ذکر بکثرت ہوتا ہے گرا دی جاتیں (ف) یہ سب سے پہلی آیت اجازت جہاد کی ہے۔ اجازت جہاد کا سبب یہ بیان فرمایا کہ اگر ایسا نہ ہو تو مساجد محفوظ نہیں رہ سکتیں۔

(۸) اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

ترجمہ۔ بتحقیق نماز روکتی ہے بےحیائی سے اور خلاف شرع کام سے اور بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔ (لہذا اس میں جو تاثیر بیان کی جائے تعجب نہ کرو) (ف) اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز میں خدا نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ تمام خلاف شرع باتوں سے انسان کو روک دیتی ہے۔ کہ ایک اس کی پابندی پوری شریعت کا پابند بنانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ درحقیقت حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے جس بندے کو اچھی طرح نماز پڑھنے کی توفیق دیتا ہے وہ خود اس بات کو محسوس کرتا ہے۔ کہ پہلے میں شتر بے مہار کی طرح جو چاہتا تھا۔ کرتا تھا۔ مگر اب کسی برے کام کا ارادہ پیدا ہوتا ہے۔ تو کوئی چیز میرے باطن میں ہے جو مجھ کو روکتی ہے۔

ایک ضروری درخواست

حضرت محدث عصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رح کے درس حدیث کی دو تقریریں فیض الباری اور عرف الشذی کے نام سے چھپ چکی ہیں۔ پہلی تقریر بخاری شریف کی۔ دوسری جامع ترمذی کی عرف الشذی متعدد وجوہ سے نامکمل تھی۔ مگر بہرحال ان کتابوں میں حضرت مرحوم کا کافی ذخیرہ علم آ گیا ہے مگر جتنا یہ ذخیرہ ہے۔ اس سے بہت زیادہ ان کے تلامذہ کے پاس ملفوظات و کتب کی شکل میں محفوظ رہ گیا ہے دروس حدیث سے متعلق ہو یا علوم قرآنی و فنون شاہ صاحب رحمہ اللہ کے تلامذہ کو اس ذخیرہ کو امت کا مال سمجھ کر اشاعت کے لئے دے دینا چاہیے۔ [illegible] یہ معلوم ہے کہ یہ سب چیزیں اگر اس وقت محفوظ نہ کر لی گئیں۔ تو آئندہ چند سالوں میں ضائع ہو جائیں گی۔ اور علوم و معارف کی ایک بہت بڑی دولت سے اہل علم محروم رہ جائیں گے۔ خصوصیت سے یہ درخواست حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کراچی۔ مولانا میرک شاہ کاشمیری مولانا محمد چراغ گوجرانوالہ، مولانا محمد انوری لائلپور مولانا عبدالقدیر کیمبلپوری۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔ حضرت مولانا سید فخرالدین شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند مولانا حمیدالدین صاحب استاد مدرسہ عالیہ کلکتہ۔ مولانا غلام اللہ خان راولپنڈی۔ مولانا مفتی محمود احمد صاحب نانوتوی مہو چھاؤنی۔ مولانا افتخار علی صاحب میرٹھ مولانا قاضی زین العابدین سجاد۔ جامعہ ملی دہلی حضرت مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی مدینہ منورہ حضرت مولانا محمد حفظ الرحمن سیوہاروی۔ حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانی۔ مولانا محمد یوسف صاحب سابق میر واعظ کشمیر وغیرہم ان سب بزرگوں سے بڑی نوازش ہوگی کہ یہ اور دوسرے تمام بزرگ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی درسی تقریریں اور دوسری تمام چیزیں عنایت فرما دیں گے۔ تاکہ انکی اشاعت کا انتظام ہو سکے واضح ہو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی اشاعت کا کام مجلس علمی ڈابھیل نے کیا تھا۔ [illegible] ادارہ اب کراچی میں کام کر رہا ہے۔ [illegible] سارا کام بھی اسی ادارہ سے ہوگا۔

سید محمد [illegible] شاہ قیصر

شاہ منزل دیوبند

بقیہ نماز صفحہ ۱۳ سے آگے۔

الحاصل ہمیں چاہیئے کہ آقائے حقیقی کے ہر حکم پر لبیک کہیں اور فریضہ نماز سب ارکان بجا کر ادا کرتے رہیں بندہ کہلانے کا مستحق وہی ہے جو آقا کے ہر حکم کو بسر و چشم قبول کرے۔

نماز کامیابی کا ذریعہ ہے

سورۃ مومنون کے ابتدا میں کامیاب ہونے والے مومنوں کے جو اوصاف حمیدہ ہیں۔ ان میں پہلا نمبر اور آخری نمبر نماز ہی ہے۔

پہلا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ (آیت ۱-۲)

آخری۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (آیت ۹)

ترجمہ۔ بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

ابن کثیر میں ہے۔ یہ خشوع و خضوع اسی شخص کو حاصل ہو سکتا ہے۔ جس کا دل فارغ ہو۔ خلوص حاصل ہو اور نماز میں پوری دلچسپی ہو۔ اور تمام کاموں سے زیادہ اسی میں دل لگتا ہو۔

جب دل میں خوف خدا کا جذبہ موجزن رہے تو دل میں خشوع پیدا ہو جاتا ہے اور ایسی حالت میں دل ادھر اُدھر بھٹکنے کی بجائے ہمہ تن نماز کے شغل میں منہمک ہو جاتا ہے۔

حدیث۔ حضرت یحییٰ بن سعید رح فرماتے ہیں۔ کہ ان تک یہ خبر پہنچی ہے کہ (قیامت کے دن) بندے کے عمل میں سے سب سے پہلے نماز دیکھی جائے گی اگر اس کی نماز قبول ہو گئی تو اسکے اور عمل دیکھے جائیں گے۔ اگر نماز قبول نہ ہوئی تو پھر اس کا کوئی اور عمل نہ دیکھا جائے گا۔ (موطا امام مالک)

الحاصل دوسرے اعمال کی قبولیت کا دارو مدار۔ نماز کی قبولیت پر ہے۔ اس لئے بڑی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ یہ فریضہ ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے اور باخیر و خوبی خشوع و خضوع کے ساتھ ادا ہوتا رہے۔ ؎

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

آخرت کی فکر کا نتیجہ:-

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (سورۃ الانعام ع ۱۱)

ترجمہ۔ جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ وہی اس پر ایمان لاتے ہیں۔ وہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یعنی آخرت کو ماننے والے ہی آخری پیغام الہٰی قرآن مجید پر ایمان لاتے ہیں اور تعلق باللہ قائم رکھنے کی غرض سے نماز کے پکے پابند رہتے ہیں۔ اور کام رہ جائیں مگر نماز کو نہیں چھوڑتے۔ آخرت کا کھٹکا انہیں بیچین رکھتا ہے۔ اور وہ نماز اور عبادات میں لگے رہتے ہیں۔

حدیث۔ حضرت اسودؓ کہتے ہیں۔ میں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کس مشغلہ میں رہتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ گھر والوں کے کام میں لگے رہتے تھے۔ اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کو تشریف لے جاتے تھے۔ (بخاری)

نماز بلند ہمت بناتی ہے

بے شک انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے۔ تو چلا اٹھتا ہے اور جب اسے مال ملتا ہے تو بڑا بخیل ہے۔ آگے فرمایا:-

اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۔ ترجمہ:- مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں۔ (المعارج ع ۲)

الحاصل یہ دولت نمازیوں کو حاصل ہے جو رنج و راحت کی حالت میں یا دکھ و سکھ کی گھڑیوں میں کم ہمت نہیں ہوتے۔ تکالیف کے بادلوں میں انہیں تعلق باللہ کی روشنی بجلی کی طرح صحیح راہ دکھلا رہی ہے۔ یہ حضرات دنیاوی زندگی کی جنگ و دو میں گھبرا کر مایوس ہو کر نہیں بیٹھ جاتے۔ اور مال و دولت کی فراوانی میں صرف اپنا فائدہ مدّ نظر رکھ کر بخل سے کام نہیں لیتے۔ ان کا نصب العین مولا پاک کی رضا جوئی ہے۔ وہ جس حالت میں رکھے یہ صابر اور شاکر رہتے ہیں۔ نماز اور ذکر و فکر میں لگے رہتے ہیں۔

مگر عزیز من! یہ دولت اس کو نہیں ملتی جو سال میں صرف عیدین کی نماز پڑھ لیتا ہے۔ یا صرف جمعہ کی نماز پڑھ لیتا ہے۔ مگر یہ دولت انہیں نصیب ہوتی ہے جو سب نمازوں پر مداومت کرتے ہیں۔

حدیث۔ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ کاموں میں سب سے پیارا اللہ تعالےٰ کے ہاں وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے۔ اگرچہ تھوڑا ہو۔

نماز میں غفلت کا نتیجہ

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۠ (الماعون) — ترجمہ۔ جو اپنی نماز سے غافل ہیں جو دکھلاوا کرتے ہیں۔ اور برتنے کی چیز تک روکتے ہیں۔

المختصر اس سورت میں ایسے غافل کے دو پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ایک تعلق باللہ جس کا یہ حال ہے کہ بڑی ذلیل حرکت کرتا ہے۔ اپنی نماز سے غافل ہے۔ اگر پڑھتا بھی ہے تو صرف دوسروں کو دکھانے کی خاطر۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ اس مذہبی فریضہ کو بھی ایک رسم سمجھ کر بے دلی سے ادا کرتا ہے۔ اس کے دل میں اللہ کا کوئی تعلق نہیں۔ نماز میں التجا اور تضرع رب سے نہیں۔ پورے ارکان اور شرائط سے نماز ادا نہیں کرتا۔ نمائشی طور پر نماز پڑھتا ہے۔ نمائشی دیندار ہے۔ نمائشی عمل کی اللہ تعالےٰ کے ہاں کوئی [illegible] نہیں

دوسرا تعلق مع الخلق۔ کیونکہ اس کا تعلق باللہ درست نہیں۔ تعلق مع الخلق میں بھی یہ فیل ہو جاتا ہے۔ اس کا دماغ بڑا عیش پسند ہو جاتا ہے۔ یتیموں اور مسکینوں کا کوئی انتظام نہیں کرتا۔ ان کو دھکے دیتا ہے گھر میں کوئی چیز فارغ پڑی ہو تو عاریتہً بھی فائدہ اٹھانے کیلئے لوگوں کو نہیں دیتا۔ خود بخیل ہے۔ دوسروں کو بخل سکھاتا ہے کہ اپنی اشیاء لوگوں کو استعمال کے لیے نہ دیں۔

بچوں کا صفحہ

حضرت خالدؓ بن ولید

از قاضی عبدالحفیظ مبارکپوری رحیم یار خان

خالدؓ بن ولیدؓ اسلام کا وہ بہادر فرزند ہے۔ جس کا نام رہتی دنیا تک مسلمانوں کے دلوں پر نقش رہے گا۔ خالدؓ نے اپنی زندگی میں بیسیوں لڑائیاں لڑیں اور کسی ایک میں بھی شکست نہ کھائی۔ وہ دنیا کا بہت بڑا جرنیل تھا۔ دشمن بھی آج تک اس کا نام عزت سے لیتے ہیں۔

جب نبیؐ پاک وفات پا گئے تو عرب میں ہر طرف شور مچ گیا۔ دشمنوں کو موقعہ ملا کہ وہ اسلام کے خلاف زہر اُگل سکیں بحرین کے لوگوں نے شاہ ایران سے امداد مانگی اور اس کی فوجوں کے آنے پر مسلمانوں کا ناک میں دم کر دیا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ کو جب اس ظلم کا علم ہوا تو غصے سے تھرا اُٹھے۔ مثنیٰ نے جو اسلامی فوجوں کا سردار تھا۔ خلیفہ سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ حضرت خالدؓ کو فوج کی کمان دے کر روانہ کیا گیا ایران کے بادشاہ نے جب سنا کہ مسلمانوں کی تازہ دم فوج آ رہی ہے تو اس نے بہت بڑا لشکر مقابلے کے لئے بھیجا۔ مگر حضرت خالد کے سامنے کچھ پیش نہ گئی۔ ہزاروں ایرانی میدان جنگ میں مارے گئے اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے فتح کا سہرا مسلمانوں کے سر رہا۔

ادھر سے فارغ ہو کر یہ بہادر جرنیل عراق کی طرف بڑھا۔ تاکہ وہاں اپنے بھائیوں کو ظلم سے بچائے

ان دنوں عراق کا سردار ہرمز تھا۔ جسے اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ حضرت خالدؓ نے اسے مسلمان ہونے کی دعوت دی۔ اور کہا کہ اگر اسلام قبول کرو تو تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے۔ ہم بغیر لڑائی کے لوٹ جائیں گے۔ یا ویسے اطاعت قبول کر لو اور جزیہ (ٹیکس) ادا کرو ورنہ ہم کو مجبوراً لڑنا پڑے گا۔ ہرمز نے طاقت کے نشہ میں ایک نہ سنی اور پچاس ہزار سوار لے کر میدا میں آ گیا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو ہرمز جھومتا ہوا آگے بڑھا اور للکار کر کہا۔ کہاں ہے وہ خالدؓ جس کی بہادری کی بڑی شہرت ہے۔ میں بھی دیکھوں وہ کتنا بہادر ہے۔ حضرت خالدؓ یہ سن کر چیتے کی طرح جھپٹے۔ ہرمز پہلوانی میں مشہور تھا۔ اس کا خیال تھا۔ کہ ایک ہی داؤ میں چت کر دوں گا۔ لیکن حضرت خالد نے دیکھتے ہی دیکھتے اسے زمین پر دے مارا۔ اس کی شکست سے ایرانیوں کی کمر ٹوٹ گئی اور مسلمانوں نے ایرانی فوجوں کو مار بھگایا۔

شاہ ایران نے اس شکست کی خبر سنی تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔ تازہ فوج لاکھ کے لگ بھگ ایک نئے جرنیل کے ماتحت روانہ کی۔ ادھر مسلمان جن کی کمان حضرت خالدؓ کے سپرد تھی۔ تیرہ ہزار تھے۔ خالدؓ سے کسی نے کہا کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپؓ نے کہا کہ ہار جیت خدا کے بس میں ہے۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ خدا نے چاہا تو ہم میں سے ایک آدمی ان کے دس دس جوانوں پر غالب آئے گا۔ چنانچہ جنگ میں آپ کی بات لفظ بہ لفظ درست نکلی۔ ایرانی ہزاروں مارے گئے اور ہزاروں زخمی ہوئے

اور باقی میدان سے بھاگ نکلے۔ جب اس شاندار فتح کی خبر حضرت ابوبکر صدیق کو ملی تو آپ نے فرمایا کہ خالد جیسا بہادر بیٹا شاید ہی کوئی ماں جنے

روم کے بادشاہ کا نام ہرقل تھا۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت خالدؓ کو حکم دیا کہ وہ اپنے اسلامی بھائیوں کی مدد کے لئے فوراً شام کی طرف کوچ کریں۔ حضرت خالدؓ مہینوں کا سفر دنوں میں طے کر کے وہاں پہنچے۔ شاہ روم نے ارد گرد کے ملکوں سے فوجیں منگوائیں۔ جنکی تعداد چار لاکھ سے کم نہ تھی۔ مسلمان بیچارے محض ۲۹ ہزار تھے۔ مگر سب کے دل میں شہادت کا شوق تھا۔ ابھی جنگ شروع نہ ہوئی تھی کہ مدینہ شریف سے قاصد آیا اور اطلاع دی کہ حضرت ابوبکرؓ وفات پا گئے ہیں۔ نئے خلیفہ حضرت عمرؓ نے خالدؓ کو سپہ سالاری سے ہٹانے کا حکم دیا ہے ان کی جگہ حضرت ابوعبیدہؓ سپہ سالار ہو نگے آپ نے جب یہ حکم سنا تو ہرگز بُرا نہ منایا اور بڑی خوشی سے فوجوں کی کمان نئے سپہ سالار کے حوالے کر دی۔ اور خود ایک سپاہی کی طرح جوش وخروش سے کام کرنے لگے۔ اس فتح میں بھی آپ کا کچھ کم ہاتھ نہ تھا۔ اطاعت اور فرمانبرداری کے ایسے جذبے کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔

آپ بہت بڑے عبادتگزار، خدا ترس تھے۔ ساری ساری رات عبادت میں گزار دیتے۔ اسلام کا نام بلند کرنے کا اتنا شوق تھا کہ کسی خطرے کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میدان جنگ کی رات مجھے ہر چیز سے زیادہ بھلی اور پیاری معلوم ہوتی ہے۔ آپ کی قربانیاں کو دیکھ کر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیف اللہ کا لقب عطا فرمایا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ واقعی اللہ تعالیٰ کی تلوار تھے۔ جس نے کفر کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔

عزیز بچو (۱) تمہیں بھی حضرت خالد بن ولید کی طرح بہادر اور نڈر بننا چاہیئے۔ (۲) تمام شیطانی قوتیں ہیچ ہو جاتی ہیں اور وہ اپنے نصب العین میں کامران و مظفر ہو جاتا ہے۔ مزید برآں ہار جیت کامیابی و ناکامی۔ عزت اور ذلت اللہ جل شانہ کے ہاتھ میں ہے (۳) تم بزدلی اور کاہلی سے احتزانہ کرو۔ بچپن ہی سے اپنے اندر بہادری اور دلیری کے اوصاف پیدا کرو اور عزائم کو پہاڑ کی طرح مضبوط کر لو۔ مصمم ارادے والا ہمیشہ کامیاب رہتا ہے۔ بارگاہ ایزدی میں استدعا ہے کہ رب العزت ہمیں عزم بالجزم کا حامل بنائے۔ آمین ثم آمین ہ

عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے
نگاہِ مسلماں کو تلوار کر دے

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ــــــ تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل (مغربی پاکستان)

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا